تبصرے

*حدیث اقبال
*از : طیب عثمانی ندوی ۔
*ناشر : دار الکتاب، گیا، انڈیا
*قیمت ۳ روپے صرف ۔

اقبال پر بہت کچھ لکھا جاچکا ہے لیکن فکر اقبال ایک ایسا موضوع ہے جسپر جتنا کچھ لکھا جائے کم ہے، اقبال محض ایک فلسفي یا شاعر نہ تھا وہ ایک معمار قوم تھا اسنے جو فکر پیش کی اور جس نظریہ حیات کی طرف امت مسلمہ کو متوجہ کیا اسکا منبع و مخرج ہدایت ربانی اور اسوہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کچھ قرار نہیں دیا جاسکتا ۔ اقبال کی فکر میں اسلامی تعلیمات اتنی رچی اور بسی ہوئی ہیں کہ انکے بغیر فکر اقبال کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ۔ زیر تبصرہ کتاب میں بقول ڈاکٹر یوسف حسین خان ''طیب عثمانی نے فکر اقبال کا تجزیہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کیا ہے ان کا یہ طریق کار درست اور لائق تحسین ہے واقعہ یہ ہے کہ اقبال کے کلام اور پیام کو اسلامی تعلیم کی روشنی ہی میں سمجھا اور پرکھا جاسکتا ہے''۔ کتاب کو نو ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے پہلے باب میں فکر اقبال کے عنوان کے تحت مصنف نے بتایا ہے کہ اقبال کی فکر ایک ایسی روشن شاہراہ ہے جسپر زندگی کے قافلے گذرتے ہیں یہاں سے اس نور بصیرت کے سوتے پھوٹتے ہیں جو جوانوں کو نوائے آتشیں اور سوز دروں سے آشنا کرتا ہے یہ نور بصیرت قرآن اور عشق رسول (صلعم) کا حامل ہے ۔ عشق رسول (صلعم) اقبال کیلئے سرمایہ زندگی ہے ایک ایسا مضراب جس سے زندگی کے تار جھنجھنا اٹھتے ہیں یہ نور حیات بھی ہے اور نار حیات بھی اگر عشق رسول نہ ہو تو خودی کا صدف بے آب ہے ۔ غرض اقبال کی فکر کا بنیادی عنصر الہامی ہدایت کی پیروی ہے، دوسرے مقالے میں مصنف نے اقبال کی شخصیت کے تخلیقی عناصر کا جائزہ لیا ہے مصنف کے خیال میں اقبال کی تعمیر شخصیت میں مغربی اعلی تعلیم کا کوئی زیادہ دخل نہیں بلکہ اصل چیز اقبال کی داخلی تعلیم یعنی عرفان نفس ہے مصنف نے ان پانچ تخلیقی عناصر کو سب سے زیادہ اہم قرار دیا ہے چنانچہ ایمان و یقین ، قرآن پاک، عرفان نفس، آہ سحرگاہی اور مثنوی معنوی وہ عناصر خمسہ ہیں جن سے اقبال کی شخصیت بنتی ہے ۔

جسطرح زندگی کے بارے میں اقبال کا تصور یہ تھا کہ یہ بے مصرف اور بے سوچے سمجھے گذار دینے کیلئے نہیں ہے بلکہ اعلی تر مقاصد کی تکمیل کیلئے یہ مہلت حیات ملی ہے اسی طرح ادب کے بارے میں اقبال کا تصور بہت واضح اور مبنی بر عقل ہے اقبال ادب برائے ادب کے قائل نہیں وہ ادب برائے زندگی کا تصور پیش کرتے ہیں ۔ تیسرے باب میں مصنف نے اقبال کے نظریہ شعر و ادب کا ایک مختصر جائزہ لیا ہے اسکے علاوہ ''اقبال اور عشق رسول،، ''اقبال کی نگاہ میں انسان کامل،، اشترا کیت اور اقبال، عورت اور اقبال، تعلیم اور اقبال، فقر اسلامی اقبال کی نگاہ میں جیسے موضوعات پر بھی مصنف نے قلم اٹھایا ہے مگر ہمیں یہ دیکھکر بہت افسوس ہوا کہ شروع کے تین چار مقالوں کو چھوڑ کر بقیہ مضامین کی حیثیت محض اشارات کی ہے حالانکہ مصنف نے پیش لفظ میں کہا ہے کہ انہوں نے ان مضامین میں ضروری حذف اضافہ کرلیا ہے ۔ مگر اسکے باوجود یہ مضامین انتہائی تشنہ و نامکمل ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ جن موضوعات کو مصنف نے چھیڑا ہے ان میں سے ہر موضوع اس بات کا مستحق ہے کہ ہر ایک پر الگ الگ اور مفصل مضمون لکھا جائے۔

کتاب کا عام انداز بیان بہت صاف ستھرا ہے زبان بھی آسان استعمال کی گئی ہے البتہ ۱۹۰ صفحات پر محیط چھوٹی تقطیع کی اس کتاب کی قیمت تین روپے کچھ زیادہ ہی معلوم ہوتی ہے آئندہ اشاعت میں اسکا خاص خیال رکھنے کی ضرورت ہے ۔ کالج کے طلباء کے لئے یہ کتاب بہت فائدہ مند ہے کیونکہ اس میں مختصراً فکر اقبال کے کئی اہم گوشوں پر بحث آگئی ہے عام پڑھنے والوں کیلئے بھی کتاب مفید ثابت ہوگی۔

*اقبال کا نظریہ اخلاق
*از : سعید احمد رفیق ۔
*ناشر : ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور۔
*قیمت : چار روپے صرف ۔

جسطرح انسان بغیر غذا کے زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح انسانیت کی حیات و بقا کے لئے اخلاقیات کا وجود ناگزیر ہے ۔ ہر معاشرہ خواہ وہ اپنی زندگی کے ابتدائی دور سے گزر رہا ہو یا پوری طرح ترقی یافتہ ہو اور بام عروج کو چھو رہا ہو اپنی اصل کے اعتبار سے چند اصولوں اور نظریات کا مرہون منت ہوتا ہے ۔ یہ نظریہ اور فکری اساس ہی اسکا اخلاقی نقطہ نظر بناتی ہے ۔ اقبال کا

تعلق جس دور سے ہے اسے ہم مادیت کا دور کہہ سکتے ہیں اس دور میں یورپ کی نشاۃ ثانیہ کی تحریک کے نتیجہ میں مختلف علوم نے مذہب سے اپنا رشتہ توڑنے کے بعد نظریہ ارتقا اور مادی میکانکیت کے زیر اثر خالص مادی بنیادوں پر اپنی تعمیر شروع کی چنانچہ اخلاقیات بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکی۔ مغربی مادیت کا یہ اثر ھند میں مغربی تسلط و اقتدار کے سہارے آگے بڑھا اور گو اسنے یہاں کے ماحول اور فکر کو محدود پیمانہ پر متاثر کیا لیکن نتائج کے اعتبار سے یہ اثر یقیناً تشویشنا ک تھا۔

چنانچہ مسلمانوں میں مختلف مفکرین نے مغرب کے اس اثر کو رو کنے اور کم کرنے کے لئے اپنی صلاحیتوں کو صرف کیا۔ اقبال کا اصلی کارنامہ بھی ہے کہ انہوں نے ایک طرف تو مغربی افکار پر تنقید کی اور دوسری طرف مثبت طور پر اس قوم کو جو غلامی کی عادی ہو چلی تھی خودی کا سبق دیا۔

دراصل اخلاقیات کا مسئلہ بڑا بنیادی مسئلہ ہے اور اسکا اصلی میدان عمل کی دنیا ہے۔ ہم جب بھی کوئی کام کرتے ہیں تو لازماً ہمارے ذھن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ ہم ایسا کیوں کر رہے ہیں یا ہمیں ایسا کیوں کرنا چاھئے یہ "چاھئے" (OUGHT) اپنے اندر بہت ساری حکمتیں لئے ہوئے ہے یعنی جب ہم یہ سوچتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا چاھئے اور کیا نہ کرنا چاھئے تو ہمارے سامنے بیک وقت نیکی، بدی، اچھائی، حسن، سچائی، اصول، منزل، مطمع نظر، محرک، اعمال کے نتائج ابھر آتے ہیں اور ہمیں یہ سوچنا پڑتا ہے کہ جو کام ہم کرنے جا رہے ہیں وہ ان بنیادی قدروں سے کہاں تک مطابقت رکھتا ہے۔

اقبال کا پیغام عمل کا پیغام ہے — چلنا چلنا مدام چلنا اور اس پیغام کی بنیاد اخلاق کے اس تصور پر ہے جسے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا تھا۔ چنانچہ اقبال کے ھاں اخلاق کی تین بنیادیں ہیں (۱) توحید (۲) رسالت (۳) آخرت، اقبال اس ایک سجدے کی طلب کرتے ہیں جو ہزار سجدوں سے آدمی کو نجات دلادے۔ وہ انسان کو مٹی اور ریت کے ٹیلوں سے بنے ہوئے جہاں کی غلامی کا درس نہیں دیتے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ جہاں تجھ سے ہے تو جہاں سے نہیں۔ وہ انسان کے مقصد وجود اور انسانیت کی معراج مقام عبد تک پہنچنے کو قرار

دیتے ہیں۔ اور مقام عبد تک پہنچنے کے لئے دو مراحل تجویز کرتے ہیں۔ عشق رسول اور حب الہی۔

انہی مراحل سے گذر کر انسان اس قابل بنتا ہے کہ وہ آنے والی زندگی اور موجودہ زندگی ہر دو کو بحسن و خوبی گذار سکے۔ اقبال کا تصور عشق انسانیت کی ترقی میں سد راہ نہیں بنتا بلکہ انسانیت کو زمان و مکان سے آزاد کرکے نئے جہانوں اور ہر لحظہ نئے طور نئی برق تجلی کی دعوت دیتا ہے۔ وہ عشق کو علم کا امام تسلیم کرتے ہیں اسے ام الکتاب سے تعبیر کرتے ہیں اور کہیں اسے دریائے ناپیدا کنار قرار دیتے ہیں لیکن اقبال تنہا عشق کے قائل نہیں جسطرح تنہا علم گمراہی کی طرف لے جاتا ہے اسی طرح تنہا عشق بھی منزل مقصود تک نہیں لے جا سکتا بلکہ عشق و علم دونوں شانہ بہ شانہ فرد کی اصلاح اور معاشرہ کی تعمیر کرتے ہیں۔

اقبال کے تصور اخلاق اور دیگر فلاسفہ کے تصور اخلاق میں ایک بڑا بنیادی فرق یہ ہے کہ اقبال نہ کسی فرد کی ذاتی خوشی کو نہ کسی خاص گروہ کی خوشی کو نہ محض کمال یا مجرد اصول پرستی یا حسن عمل کو اخلاق کا منتہا قرار دیتے ہیں بلکہ وہ 'عبد' کا تصور پیش کرتے ہیں مقام عبد وہ مقام ہے جہاں انسان کا مطمع نظر محض رضائے الہی کا حصول رہ جاتا ہے اور ذاتی مفاد، تسکین، خوشی یا کمال میں اسکے لئے کوئی کشش باقی نہیں رہتی۔ اقبال اخلاق کو ایک ایجابی قوت قرار دیتے ہیں اور صرف اس اخلاق کو صحیح قرار دیتے ہیں جسکی بنیاد ہدایت الہی پر ہو۔

مختصراً یہ ہے زیر تبصرہ کتاب کے مباحث کا ایک جائزہ۔ سعید احمد رفیق صاحب نے فکر اقبال کے ایک بہت اہم اور قدرے تشنہ پہلو پر قلم اٹھایا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ فاضل مصنف نے اس مضمون کے اہم گوشوں کو بحسن و خوبی اپنی اس تصنیف میں بے نقاب کیا ہے تو بیجا نہ ہوگا۔ کتاب میں اول تا آخر زبان بہت سلیس اور شستہ استعمال کی گئی ہے جسکی وجہ سے کسی بھی مقام پر فکری الجھاؤ پیدا نہیں ہوتا۔ اور فکری تسلسل برقرار رہتا ہے۔ اقبالیات سے دلچسپی رکھنے والے افراد کیلئے اس کتاب میں کافی مواد ہے۔ کتاب کو ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور نے شائع کیا ہے۔

(ا-ا)